سلسلہ اشاعت امامیہ مشن لکھنؤ نمبر ۱۸۵

حضرت نرجس خاتون علیہا السلام

مصنفہ

جناب مولانا سید سعید اختر صاحب رضوی گوپال پوری مدظلہ

فخر الافاضل و فاضل مشرقیات

سرفراز قومی پریس نادان محل روڈ لکھنؤ

قیمت ۴ر آنہ ۔ ۱۹۵۶ء ۔ محصول ڈاک ایک آنہ

تعارف

امامیہ مشن سے خانوادہ اہل بیت طاہرین علیہم السلام کے متعلق جن سیرتوں کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے اس میں اس رسالہ سے جو جناب نرجس خاتون کے حالات میں مولانا سید سعید اختر صاحب فخر الافاضل نے تحریر فرمایا ہے ایک قابل قدر اضافہ ہو رہا ہے، امید ہو کہ افراد قوم ۱۵ ر شعبان ولادت باسعادت حضرت ولی عصر عجل اللہ فرجہ کے مبارک و مسعود موقع پر اس رسالہ کو خود بھی خرید فرمائیں گے اور اسے محافل امام علیہ السلام میں تقسیم بھی فرمائینگے والسلام

خادم ملت

سید ابن حسین نقوی

آنریری سکریٹری امامیہ مشن ۔ نخاس لکھنؤ

شعبان ۱۳۷۵ھ مارچ ۱۹۵۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علےٰ حبیبہ اشرف الانبیاء والمرسلین
وآلہ الطیبین الطاہرین المعصومین۔

اما بعد۔ یہ مختصر رسالہ جناب نرجس خاتونؑ کے حالات زندگی کا ایک خاکہ ہے جو محترمی جناب سید ابن حسین صاحب زاد مجدہ (سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ) کی فرمایش پر لکھا گیا ہے، جناب نرجس خاتون کی جلالت شان و عظمت قدر کے لیے اتنا ہی کہہ دینا بہت کافی ہے کہ خداوند عالم نے اپنی آخری حجت نزول کے لیے انھیں کی گود منتخب فرمائی اور یہی اس نور الٰہی کی امانت دار قرار پائیں جس کے فیض سے دنیا عدل وانصاف سے اس طرح بھر جائے گی جس طرح وہ آج کل ظلم و جور سے لبریز ہوتی جا رہی ہے،۔ انھم یرونہ بعیداً ونراہ قریبا۔

(۱) نام ونسب

آپ کے اسم گرامی میں اختلاف ہے مشہور نام "نرجس" ہے، چنانچہ شیعوں کی زیادہ تر کتابوں اور روایتوں میں صاحب العصر علیہ السلام کے ذکر کے موقع پر آنحضرت کی مادر گرامی کا نام "نرجس" ہی پایا جاتا ہے، علمائے اہلسنت میں سے بھی ملا جامی نے شواہد النبوۃ میں، خواجہ محمد پارسا نے فصل الخطاب میں شیخ عبد الحق دہلوی نے مناقب ائمہ اطہارؑ میں اور آخوند محمد خاوند شاہ نے تاریخ

روضۃ الصفا (جلد سوم) میں مادر صاحب العصر علیہ السلام کا یہی نام لکھا ہے،

لفظ "نرجس" کی تحقیق عام طور سے "نرجس" کو فارسی لفظ "نرگس" کی عربی شکل سمجھا جاتا ہے مگر "نرگس" بھی خاص ایران کی پیداوار نہیں ہے بلکہ یونان سے وہاں آئی ہے، ڈاکٹر عبدالستار صدیقی اپنے مضمون "کچھ غیر لفظ اردو میں" رقمطراز ہیں:-

"نرگس کو ہمارے شاعر خوب جانتے ہیں، عربوں نے اسے "نرجس" کہا اور فارسی بتایا، اصل یونانی "نرکسوس" جس سے لاطینی "نرکسس" اور انگریزی "نرسِسس" ہے۔

(سالنامہ آج کل ۱۹۴۲ء صفحہ ۱۱۸)

دوسرا نام "نرجس" کے علاوہ آپ کا دوسرا نام "صقیل" بھی تھا، چنانچہ شیخ صدوق نے کئی روایتیں اپنی کتاب اکمال الدین و تمام النعمۃ میں ایسی درج کی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ مادر صاحب العصر علیہ السلام کا نام صقیل تھا، شہید اول نے اپنی کتاب دروس میں، صاحب کشف الغمہ نے کتاب مذکور میں، علامہ اہلسنت جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب میں اور علامہ کمال الدین بن طلحۃ شافعی نے مطالب السئول میں مادر صاحب العصر علیہ السلام کے اسماء گرامی گناتے ہوئے پہلا نام "صقیل ہی درج کیا ہے جس سے یہ سمجھنا چاہیئے کہ ان حضرات کے نزدیک یہی قول قوی تھا۔

فارسی ترجمۂ بحار الانوار جلد سیزدہم میں شیخ صدوق کی کتاب اکمال الدین و اتمام النعمۃ کے حوالہ سے غیاث ابن احمد سے مروی ہے کہ خلف مہدی علیہ السلام

بروز جمعہ پیدا ہوئے اور آپ کی مادر گرامی ریحانہ ہیں، جن کا نام 'نرجس' بھی ہے اور جن کو صقیل یا سوسن بھی کہتے ہیں' اور اسی حمل کی وجہ سے صقیل نام پڑ گیا۔

اس روایت سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کا اصلی نام 'نرجس' تھا۔ جب صاحب العصر علیہ السلام بطن مادر میں تشریف لائے تو اس نور الٰہی کی مناسبت سے آپ کو صقیل (نورانی روشن) کہا جانے لگا اور آپ کو ریحانہ بھی کہا جاتا تھا۔

کچھ اور نام

ترجمہ بحار الانوار جلد سیزدہم میں شیخ طوسیؒ کی کتاب الغیبۃ سے ایک روایت' جو جناب حکیمہ خاتون (خواہر امام علی نقیؑ) کی طرف منسوب ہے' درج کی گئی ہے جس میں مادر صاحب العصرؑ کا نام 'سوسنؑ' بیان کیا گیا ہے۔

مگر اسی کتاب الغیبۃ سے مزید چار پانچ روایتیں جناب حکیمہ خاتون ہی کی زبانی نقل کی گئی ہیں، جن میں ''نرجس'' نام بتایا گیا ہے''

اسی ترجمہ بحار الانوار جلد سیزدہم میں کشف الغمہ سے یہ عبارت نقل کی گئی ہے کہ ''راوی کہتا ہے کہ مجھ کو محمد بن موسیٰ طوسی نے خبر دی کہ ہم کو ابو مسکین نے ایک مورخ کے حوالہ سے خبر دی کہ امام منتظر کی ماں کا نام ''حکیمہ'' ہے۔

حالانکہ حکیمہ جناب امام علی نقی علیہ السلام کی بہن تھیں جنھوں نے جناب نرجس خاتون کی تربیت و تعلیم کے فرائض انجام دیئے تھے اور اس کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی کہ انھوں نے کنیز کا نام اپنے ہی نام پر کیوں رکھا ہوگا۔

بحار الانوار (جلد سیزدہم) ہی میں جناب شہید اول علیہ الرحمہ کی کتاب

دروس سے یہ منقول ہے کہ "صاحب العصر علیہ السلام کی ماں صیقل تھیں اور بعض لوگوں نے "نرجس" کہا ہے، اور ایک راوی نے ان کا نام "مریم بنت زید علویہ" بتایا ہے۔

ظاہر ہے کہ ان کثیر التعداد روایات اور بیانات کے مقابلے میں جنہیں صاحب العصر کی مادر گرامی کا نام نرجس یا صقیل بتایا گیا ہے، یہ ایک ایک روایتیں جو "سوسن" یا حکیمہ یا مریم نام بتا رہی ہیں اور جن کی تائید کے لیے کوئی دوسرا قول موجود نہیں ہے کوئی اہمیت تو نہیں پا سکتیں، مگر جمع اقوال کے لیے لوگ ان کا بھی ذکر کر دیا کرتے ہیں اور بس۔

ملیکہ

ان ناموں کے علاوہ شیخ طوسی علیہ الرحمۃ نے کتاب الغیبۃ میں محمد ابن بحر ابن سہل شیبانی سے اور شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے کتاب اکمال الدین و تمام النعمۃ میں محمد بن یحییٰ الشیبانی سے اور علامہ ابن شہر آشوب نے مناقب جلد پنجم میں بحذف اسناد ایک واقعہ نقل کیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جناب نرجس خاتون دراصل قیصر روم کی پوتی تھیں اور آپ کا اصل نام ملیکہ بنت یشوعا ابن قیصر الروم تھا۔ یہ روایت "کتاب الغیبۃ" کے بیان کے مطابق بحار الانوار جلد سیزدھم سے آئندہ نقل کروں گا، مگر روایت کی صحت تسلیم کرنے کے بعد بھی یہ تو ماننا ہی پڑے گا کہ ملیکہ جناب "نرجس" کا اصل نام نہیں تھا کیونکہ ملیکہ عربی زبان کا لفظ ہے اور رومیوں کی زبان کو عربی سے کوئی لگاؤ نہیں، البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ممکن ہو کہ رومی زبان میں جناب نرجس کا جو نام رہا ہو اس کا ترجمہ عربی میں ملیکہ (ملکہ) ہوتا ہو۔

(۲) ملیکہ بنت یشوعا

شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے کتاب الغیبۃ میں ایک جماعت سے اور ان لوگوں نے ابو مفضل شیبانی سے اور انھوں نے محمد بن بحر بن سہل شیبانی سے روایت کی ہے کہ بشر بن سلیمان نخاس نے، جو جناب ابو ایوب انصاری کی اولاد میں سے تھے اور امام علی نقی علیہ السلام اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے دوست اور سامرہ میں ان حضرات کے ہمسایہ تھے بیان کیا کہ کافور خادم امام میرے پاس آئے اور کہا کہ امام علی نقیؑ تم کو بلا رہے ہیں، میں آنحضرتؑ کی خدمت میں گیا اور بیٹھا حضرت نے فرمایا کہ اے بشر تم انصار کی اولاد سے ہو اور ہم اہلبیت کی دوستی ہمیشہ تم لوگوں کے دل میں رہی کہ اخلاف اس کو اسلاف سے بطور میراث کے پاتے آئے ہیں تم اہل بیت کے معتمد ہو، اور اب میں تمھیں ایک ایسی فضیلت کا شرف عطا کرتا ہوں کہ کسی شیعہ نے اس پر سبقت نہیں کی ہے اور تمھیں ایک راز سے آگاہ کرتا ہوں اور ایک کنیز خریدنے کے لیے تمھیں بھیجتا ہوں

پس آنحضرت نے ایک خط نہایت پاکیزگی کے ساتھ رومی زبان میں تحریر فرمایا اور اس پر مہر کردی اور ایک زرد تھیلی نکالی جس میں دو سو بیس دینار سکے اور فرمایا کہ اس کو لیکر بغداد جاؤ اور فلاں روز چاشت کے وقت معبر فرات پر حاضر رہو۔ جسوقت اسیروں کی کشتیاں تمھارے پاس پہونچیں اور کنیزوں کو ان کشتیوں میں پاؤ، اس وقت تم دیکھو گے کہ زیادہ تر بنی عباس کے وکلا اور کچھ جوانان عرب خریداری کے لیے موجود ہوں گے، جب ایسا ماجرا دیکھنا تو دور سے اس صاحب کشتی پر

نگاہ رکھنا جس کا نام عمر بن یزید نخاس ہوگا، یہاں تک کہ جب وہ خریداروں کے سامنے ایک کنیز کو پیش کرے جسمیں ایسی ایسی صفتیں ہوں گی اور وہ ریشمی لباس میں ملبوس ہوگی اور اس بات سے مانع ہوگی کہ کوئی اسکو دیکھے یا چھوئے اور باریک نقاب کے اندر سے رومی زبان میں بلند آواز سے کچھ کہتی ہوگی تو سمجھ لینا کہ وہ کہتی ہے کہ "ہائے یہ بے آبروئی" اس وقت ایک خریدار کہے گا کہ اس کنیز کی عفت کی وجہ سے میں اس کو خریدنا چاہتا ہوں اس کو تین سو دینار میں میرے ہاتھ فروخت کردو۔

پس وہ کنیز کہے گی کہ اگر تو حضرت سلیمان بن داؤد کی شان و حشمت اور جاہ و دبدبہ کے ساتھ بھی آئے تو مجھے تیری طرف رغبت نہیں ہو سکتی، پس اپنے مال کو میرے لیے برباد کرنے سے ڈر" اس وقت وہ بردہ فروش کنیز سے کہے گا کہ "آخر "چارہ کار کیا ہے، میں تو بہر طور تجھے فروخت کرنے پر مجبور ہوں" پس کنیز کہے گی کہ ابھی جلدی کیا ہے؟ کیونکہ میں ایسا خریدار منتخب کرنا چاہتی ہوں جسکی امانت اور وفا سے میرا دل مطمئن ہو"۔

پس اے بشر، اس وقت تم عمر بن یزید نخاس کے پاس جاکر کہو کہ میرے پاس رومی زبان اور رسم الخط میں ایک خط ہے جس کو ایک شریف بزرگ نے لکھا ہے اور اپنے جود و سخا اور وفا و کرم کا تذکرہ اُس میں کیا ہے، اس خط کو اس کنیز کو دو کہ اس کو پڑھے اور لکھنے والے کے اخلاق کا اندازہ کرے، اگر خط پڑھنے کے بعد یہ کنیز راضی ہوگئی تو میں اس صاحبِ مکتوب کا وکیل ہوں، اور میں اس کو خرید لوں گا۔ ......

بشر بن سلیمان کا بیان ہے کہ جو کچھ میرے مولا نے ارشاد فرمایا تھا میں نے

اسپر عمل کیا، جس وقت اس کنیز نے آنحضرتؑ کے خط کو دیکھا اس پر بہت گریہ طاری ہوا اور اُس نے عمر بن یزید سے کہا کہ مجھے اس خط لکھنے والے کے ہاتھ فروخت کردو اور قسم کھائی کہ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو میں اپنے کو ہلاک کر دونگی ۔ پس قیمت کے متعلق گفتگو ہوئی، آخر کار دو سو بیس دینار پر معاملہ طے ہوا جو میرے مولا نے مجھے دیے تھے میں نے قیمت اُسکے حوالے کی اور کنیز کو اپنے ساتھ لایا، اِس حالت میں کہ وہ بہت خنداں اور شاداں تھی، اور بیقرارانہ امام علی نقی علیہ السلام کے خط کو جیب سے نکالکر چومتی تھی، آنکھوں سے لگاتی تھی اور جسم سے مس کرتی تھی، میں نے کہا کہ مجھے بہت تعجب ہے کہ تو ایسے خط کو چوم رہی ہے جس کے لکھنے والے کو نہیں پہچانتی ۔

یہ سُن کر اس کنیز نے کہا کہ :-

اے ضعیف اور اے اولاد انبیاء کی معرفت سے عاجز! تو اپنے دل کو شکوک سے پاک کر۔ میں قیصر روم کے بیٹے یشوعا کی بیٹی ملیکہ ہوں، میری ماں حواریین حضرت عیسیٰ کی اولاد سے ہیں اور ان کا سلسلہ نسب شمعون وصی حضرت عیسیٰؑ تک منتہی ہوتا ہے، میں تم کو اپنے عجیب و غریب قصے سے آگاہ کرتی ہوں ۔

میرے دادا قیصر نے ارادہ کیا کہ اپنے بھتیجے سے میری تزویج کرے اس وقت میرا سن تیرہ برس کا تھا ، پس میرے دادا نے اپنے محل میں تین سو قسیسوں اور راہبوں کو اور سات سو اشراف کو اور چار ہزار امراء و سرداران لشکر کو مدعو کیا، اور اپنے بھتیجے کو ایک تخت پر بٹھایا جو طرح طرح کے جواہرات سے

مزین تھا اور صحن قصر میں چالیس پایوں پر قایم تھا، اس تخت کے چاروں طرف بُت رکھے گئے اور علمائے نصاریٰ اس کے سامنے احترام کیساتھ کھڑے ہوگئے۔ اور انجیل کے اوراق کھولے، اچانک تمام بُت گر پڑے اور تخت کے پائے ٹوٹ گئے اور نوشاہ صاحب تخت کے نیچے گر کر بیہوش ہوگئے، پس سب اعیان واکابر خوفزدہ ہوکر کانپنے لگے اور ان کے چہرے متغیر ہوگئے اور اُن کے سب سے بڑے عالم نے کہا کہ اے بادشاہ ہمیں اس تزویج کے انجام دینے سے معاف کر کیونکہ یہ حالات دین مسیحی کے زوال و اضمحلال پر دلالت کرتے ہیں، میرے دادا نے ان حالات سے رنجیدہ ہوکر کہا کہ ستونوں کو پھر سے قایم کرو اور بتوں کو پھر سے تخت پر رکھو اور اُس بدبخت کے بھائی کو میرے پاس لاؤ کہ میں اس اس لڑکی کی شادی کردوں تاکہ یہ نحوستیں تم لوگوں سے دور ہوجائیں جب وقت دوبارہ آرایش ہوئی، پھر پہلا سا حادثہ رونما ہوا، لوگ پراگندہ ہوگئے اور میرا دادا قیصر مغموم و محزوں اُٹھا اور حرم سرا میں چلا آیا۔

رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ قیصر کے محل میں جہاں پر تخت نصب کیا گیا تھا وہیں پر حضرت مسیح نے حواریوں کی ایک جماعت کیساتھ نور کا ایک منبر نصب فرمایا ہے، اسی درمیان میں حضرت محمد صلعم اور ان کے وصی اور ان کی اولاد امجاد میں سے کچھ بزرگوار قصر میں داخل ہوئے۔ حضرت مسیح آگے بڑھے اور محمدؐ سے معانقہ کیا، محمدؐ نے فرمایا کہ "یا روح اللہ! میں اس لیے آیا ہوں کہ آپ کے وصی شمعون کی بیٹی ملیکہ کی خواستگاری اپنے فرزند کے لیے کروں"، یہ کہہ کر امام حسن عسکریؑ کی طرف اشارہ فرمایا، حضرت مسیحؑ نے شمعون کی طرف دیکھا اور

فرمایا کہ تم کو عزت و شرف حاصل ہو گیا۔ تم اپنے رشتہ کو آل محمدؐ کے رشتہ سے ملا دو۔ شمعون نے فرمایا کہ "میں نے کر دیا" پس سب حضرات بالائے منبر تشریف لائے۔ حضرت محمد صلعم نے خطبہ پڑھا اور اپنے فرزند سے میرا عقد کر دیا۔ اور حضرت محمدؐ اور ان کی اولاد امجاد اور حواریین عقد کے گواہ قرار پائے۔

جس وقت میں بیدار ہوئی تو خوف کی وجہ سے خواب کا ذکر کسی سے نہیں کیا کہ مبادا میرے باپ اور بھائی مجھے مار نہ ڈالیں۔ میں نے اس راز کو پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی محبت میرے دل میں جاگزین ہو گئی اور میرا کھانا پینا چھوٹ گیا۔ میرا بدن لاغر ہو گیا۔ اور میں سخت بیمار ہو گئی۔ اور شہر دل میں کوئی طبیب ایسا باقی نہ رہا جس کو میرے باپ نے بلا کر میرا علاج نہ کرایا ہو مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ جب میرا باپ میری صحت سے مایوس ہو گیا تو مجھ سے کہا کہ "اے نور چشم! تیرے دل میں کوئی خواہش ہو تو کہہ تاکہ میں اس کو مہیا کروں" میں نے جواب دیا کہ "کشائش کے دروازے میرے لیئے بند ہو گئے ہیں۔ اگر آپ مسلمان قیدیوں کو قید سے آزاد کر دیں تو امید ہے کہ مسیح اور ان کی ماں مجھے عافیت عطا فرمائیں۔" میرے باپ نے میری فرمائش کو پورا کر دیا۔ میں نے عقل کو کام میں لاتے ہوئے اپنی صحت کا اظہار شروع کیا اور کچھ کھانا پینا شروع کر دیا۔ پس میرا باپ خوش ہو گیا اور قیدیوں کی عزت و تکریم پر مائل ہوا۔

پہلے خواب کے چودہ دنوں بعد میں نے پھر عالم رویا میں دیکھا کہ سیدۃ النساء فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اور حضرت مریم ہزار حوران جنت کے ساتھ

میرے دیکھنے کو آئیں ہیں۔ حضرت مریم نے مجھسے کہا کہ۔ یہ سیدۂ زنانِ عالمیان تیرے شوہر کی ماں ہیں۔" پس میں نے جناب سیدہ کا دامن پکڑ کر رونا شروع کیا اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے نہ آنے کی شکایت کی۔ حضرت فاطمہ نے فرمایا کہ " چونکہ تو مشرکہ ہے اور دینِ نصاریٰ کی پابند ہے اس لیے حسن عسکریؑ تیری ملاقات کو نہیں آتے۔ میری بہن یعنی حضرت مریم بھی عیسائیوں کے طریقہ سے برأت کا اظہار کرتی ہیں۔ اگر تو خدا کی خوشنودی اور مسیح و مریم کی رضامندی اور حسن عسکریؑ کی ملاقات کی طالب ہے تو کہہ کہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ پس میں نے کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا تو مجھکو اپنے سینہ سے لپٹا لیا اور فرمایا کہ" اب تو حسن عسکریؑ کی زیارت کی منتظر رہ۔ میں ان کو تیرے پاس بھیجتی ہوں۔" پس میں خواب سے یہ کہتی ہوئی بیدار ہوئی کہ واشوقاہ الیٰ لقاء ابی محمدؑ

اس کے بعد مجھے امام حسن عسکری علیہ السلام کی زیارت خواب ہی میں نصیب ہوئی۔ میں نے آنحضرت سے اتنے دنوں تک نہ آنے کی شکایت کی۔ دوسری شب میں بھی آپ کو خواب میں دیکھا اور یہی شکایت کی۔ تب آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے آنے میں تاخیر تیرے مشرک ہونے کے سبب سے تھی۔ اب جب کہ تو دائرہ اسلام میں داخل ہو گئی ہے ہر شب میری زیارت نصیب ہو گی۔ پس اس وقت سے آج تک میں روزانہ آنحضرت کی زیارت کرتی ہوں۔

بشر کا بیان ہے کہ میں نے پوچھا کہ آپ اسیروں میں کیسے شامل ہو گئیں۔ ملیکہ خاتون نے کہا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے ایک شب مجھے خبر دی کہ "تیرا دادا قیصر فلاں روز مسلمانوں سے لڑنے کے لیے ایک لشکر بھیجے گا۔ تو اپنی ہیئت تبدیل کرکے

کچھ کنیزوں کے ساتھ ان میں مل جاؤ۔ میں نے حضرت کے فرمان پر عمل کیا۔ مسلمانوں کے قراولوں نے ہم لوگوں کو دیکھا اور پکڑ لیا۔ اور میرا جو حال ہوا وہ تم دیکھ رہے ہو اور تمہارے علاوہ کسی کو معلوم نہ ہو سکا کہ میں بادشاہ روم کی لڑکی ہوں تقسیم مال غنیمت کے وقت میں جس شیخ کے حصہ میں آئی اس نے مجھ سے میرا نام پوچھا میں نے اصل نام چھپا کر "نرجس" نام بتایا۔ اس نے کہا کہ مجھے تعجب ہے کہ تو رومی ہے اور عربی میں گفتگو کرتی ہے"۔ میں نے کہا کہ میرا باپ آداب و علوم کی تعلیم کا بڑا شایق تھا۔ اس نے ایک عورت کو، جو کئی زبانوں میں ماہر تھی، مقرر کیا کہ روزانہ صبح اور شام کے وقت مجھے عربی پڑھائے یہاں تک کہ میں ماہر ہو گئی۔

بشر کا بیان ہے کہ جب میں نرجس خاتون کو سامرہ میں لایا اور امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت نے نرجس سے فرمایا کہ "تم نے اسلام کی عزت اور نصرانیت کی ذلت کو کیسا پایا؟" نرجس نے عرض کی کہ "یا ابن رسول اللہ! جس چیز کو آپ مجھ سے بہتر جانتے ہوں اس کے بارے میں میں کیا عرض کروں" امام نے ارشاد فرمایا کہ "میں تمہارا اکرام کرنا چاہتا ہوں، بتاؤ کہ میں تمہیں دس ہزار دینار دیدوں یا ایک مژدہ سے تمہارے دل کو خوش کر دوں" نرجس نے عرض کی کہ "میں مژدہ ہی سننا چاہتی ہوں"۔ حضرت نے فرمایا کہ "تمہارے بطن سے ایک لڑکا ہوگا۔ جو شرق و غرب عالم کا مالک ہوگا اور زمین کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے لبریز ہو گی" نرجس نے دریافت کیا کہ "وہ لڑکا کس سے ہوگا"۔ حضرت نے فرمایا کہ "اس سے ہوگا جس کے لیے حضرت محمد صلعم نے تمہاری خواستگاری کی فلاں شب فلاں ماہ

اور فلاں سال میں کی تھی "۔ اس کے بعد حضرت نے نرجس سے پوچھا کہ حضرت عیسیٰ اور ان کے وصی نے تمہارا عقد کس سے کیا ہے"، نرجس نے کہا کہ آپ کے فرزند امام عسکریؑ سے" حضرت نے پوچھا کہ "تم ان کو پہچانتی ہو" نرجس نے کہا کہ جس وقت سے میں نے جناب سیدہ علیہا السلام کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے، کسی شب ان کی زیارت سے ناغہ نہیں ہوتی ہے۔

بشر کہتا ہے کہ امام علی نقی علیہ السلام نے کافور خادم سے فرمایا کہ میری بہن حکیمہ کو میرے پاس بلا لاؤ، حکیمہ خاتون تشریف لائیں تو امام نے فرمایا کہ یہ وہی ہے جس کے بارے میں میں نے کہا تھا"، یہ سنتے ہی حکیمہ خاتون نے نرجس کو گلے سے لگا لیا۔

امام علی نقی علیہ السلام نے حکیمہ خاتون سے فرمایا کہ ان کو لے جاؤ اور ان کو فرائض اور سنتوں کی تعلیم دو کیونکہ یہ حسن عسکریؑ کی زوجہ اور قائم آل محمدؐ کی ماں ہیں۔

روایت ختم ہوئی، یہ تو کھلی ہوئی بات ہے کہ جناب نرجس خاتون بطور کنیز کے امام حسن عسکری علیہ السلام کے کاشانۂ عصمت و طہارت میں آئی تھیں اور یہ مسلم ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے پاس آنے کے قبل آپ جناب حکیمہ خاتون کے پاس رہا کرتی تھیں، لیکن جب تک یہ تحقیق نہ ہو جائے کہ وہ کون سی جنگ تھی جس میں آپ اسیر ہو کر آئیں اس وقت تک اس روایت کے بارے میں اظہار خیال کرنا مناسب نہیں ہے، لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔

(۳) امام حسن عسکریؑ کے گھر آپ کا ورود مسعود

اوپر لکھا جا چکا کہ جناب نرجس خاتون جناب حکیمہ خاتون کے پاس رہنے لگیں تاکہ آداب مذہب اور ارکان شریعت کے زیور سے آراستہ ہو جائیں۔ یہ حقیقت اپنی جگہ پر مسلم ہے اور بشر بن سلیمان کی روایت کی صحت یا عدم صحت سے اس پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ چنانچہ شیخ صدوقؒ نے اکمال الدین و اتمام النعمۃ میں محمد بن عبداللہ مطہری سے اور شیخ طوسیؒ نے کتاب الغیبۃ میں شلمغانی کے حوالے سے ابراہیم بن ادریس سے الگ الگ دو روایتیں لکھی ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جناب نرجس جناب حکیمہ خاتونؒ کے پاس رہتی تھیں۔ میں اس روایت کو بحار الانوار جلد سیزدہم سے شیخ صدوقؒ کی روایت کے بموجب بقدر ضرورت نقل کرتا ہوں کیونکہ وہ نسبتاً مفصل ہے۔

محمد بن عبداللہ مطہری کا بیان ہے کہ میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات کے بعد جناب حکیمہ خاتون کی خدمت میں حاضر ہوا اور حجت خدا کے متعلق ان سے دریافت کیا۔ (اس کے بعد بہت کچھ گفتگو کے بعد) میں نے کہا کہ مجھے قائمؑ کی ولادت کا حال بتائیے۔

حکیمہ خاتون نے فرمایا کہ "میرے پاس ایک کنیز تھی جس کا نام نرجسؑ تھا۔ میرے بھتیجے امام حسن عسکریؑ میرے پاس آئے اور نرجس کو بغور دیکھنے لگے۔ میں نے کہا کہ اے میرے سردار! میرا گمان ہے کہ آپ نرجس کی طرف مائل ہیں تو میں اس کو آپ کے حوالے کئے دیتی ہوں۔" حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ "میں نے کسی میلان کی وجہ سے نہیں بلکہ

تعجب کی وجہ سے اس کو بہ غور دیکھا ہے" میں نے پوچھا کہ "تعجب کا کیا سبب ہے؟" آنحضرت نے فرمایا کہ بہت جلد اس کے بطن سے ایک فرزند کریم متولد ہو گا جو دنیا کو عدل و انصاف سے لبریز کر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہو گی" میں نے کہا کہ "اے میرے سردار! میں اس کو آپ کے حوالے کرتی ہوں" امام حسن عسکری ع نے فرمایا کہ "اے پھوپھی! پہلے میرے پدر بزرگوار سے اذن حاصل فرما لیجئے"

حکیمہ خاتون ع کا بیان ہے کہ میں نے باہر جانے کے لئے لباس پہنا اور اپنے بھائی امام علی نقی علیہ السلام کے دولتکدہ پر حاضر ہوئی اور سلام کر کے بیٹھ گئی۔ قبل اسکے کہ میں کچھ کہوں امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا کہ "اے حکیمہ! نرجس کو حسن عسکری ع کے حوالے کر دو" میں نے کہا کہ "اے مولا! میں اسی غرض سے حاضر ہوئی تھی" امام نے فرمایا کہ "اے مبارکہ! خدائے تعالیٰ نے یہ چاہا کہ تم کو بھی اس نیکی میں شریک قرار دے"

حکیمہ خاتون کا بیان ہے کہ میں فوراً اپنے گھر واپس آئی اور نرجس کو آراستہ کیا اور امام حسن عسکری ع کو بخش دیا۔ کئی روز تک یہ دونوں حضرات میرے ہی گھر میں رہے اس کے بعد میں نے دونوں کو اپنے بھائی (امام علی نقی ع) کے گھر رخصت کیا"

(الی آخر الحدیث)

(۴) اسلامی دور میں کنیزوں کا وقار

ممکن ہے کہ جناب نرجس کی کنیزی سے ممالک ہند و پاکستان کے مسلمان شماتت کا پہلو پیدا کر لیں۔ ہندوستان و پاکستان میں اسلام کے لئے سب سے بڑا حادثہ یہ ہوا

کہ یہاں اسلام کی وہ خصوصیتیں، جن کو روحِ اسلام کہنا چاہیئے، یکلخت مضمحل اور اکثر حالات میں فنا ہوگئیں۔ یہاں کے مسلمانوں نے اپنے مزاج، اپنی نگاہ، اپنے خیالات و خصوصیات اور اپنی تہذیب و معاشرت کو خیر باد کہہ دیا اور ہندوانہ مزاج اور ہندوانہ نقطۂ نظر کو اپنا لیا۔ اور اسلامی تمدن کے بجائے ہندوانہ تمدن پر عامل ہو گئے۔ اس کی معمولی مثالیں یہ ہیں کہ یہ لوگ عقدِ بیوگان کو بُرا سمجھنے لگے، مرنے جینے اور شادی بیاہ میں خالص ہندوانہ رسم و رواج کے پابند ہو گئے، سُود خواری شروع ہو گئی، اور قیامت عظمیٰ یہ کہ اسلام نے جس طرح سماجی مساوات کا علم بلند کیا تھا اور جس طرح نسل و رنگ قوم و قبیلہ کے امتیاز کو مٹا ڈالا تھا یہاں کے مسلمانوں نے اس کے بالکل برعکس، ذات پات کا امتیاز برتنا شروع کر دیا اور خالص مسلمان کے بجائے، شیخ، پٹھان، مغل اور مرزا وغیرہ بن کر رہ گئے۔ طبقاتی اونچ نیچ قایم کرلی اور اسی طبقاتی اونچ نیچ کا ایک شعبہ یہ بھی ہے کہ غلام اور آقا کے سماجی درجہ اور عزت میں آسمان اور زمین کا فاصلہ پیدا کر دیا۔ یہ ہندوستانی عینک اسلامی آنکھ کے مطابق نہ پڑ سکی مگر بجائے اس کے کہ عینک کو درست کیا جاتا ہم نے آنکھ کی اصلاح شروع کر دی اور نتیجہ ہماری نگاہ کے سامنے ہے۔ آج اسلامی بصیرت روز بروز مضمحل ہوتے ہوتے اس درجہ پر پہنچ چکی ہے کہ اس کا وجود عدم کی سرحد سے متصل ہو گیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی نگاہ میں غلام اور کنیز بھی دوسرے انسانوں کی طرح آدم اور حوّا کی اولاد ہیں اور ان کو بھی انسانیت سے اتنا ہی حصہ ملا ہے جتنا آزاد کہلانے والوں کو حاصل ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ حالات نے اُن کو

اسیری کی بلا میں مبتلا کر دیا اور وہ دوسروں کے پابند ہو گئے۔ اسی پابندی کا لحاظ رکھتے ہوئے اسلام نے ان سے ازراہ ترحم، بہت سی ذمہ داریاں بھی کم کر دیں مگر اس نے یہ تو نہیں کیا کہ ان کی انسانی عظمت یا سماجی مرتبہ میں بھی کوئی فرق پیدا کر دیا ہو۔ اسلام نے تو ان کو عبد (غلام) کے بجائے غلام (لڑکا) اور امتہ (کنیز) کے بجائے جاریۃ (لڑکی) کہنے کی تعلیم دی اور اس طرح ان کو گھر کا ایک رکن بنا دیا۔

بہرحال یہ ایک مستقل بحث ہے جس پر آئندہ کسی رسالہ میں روشنی ڈالی جائیگی فی الحال صرف یہ دکھانے کے لیے کہ اہل اسلام کی نگاہ میں اس دور میں کنیزوں کا وقار کتنا تھا اور ان کو کیسی مساویانہ حیثیت حاصل تھی۔ یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ بنی عباس میں بہتیرے خلفاء ایسے گذرے ہیں جن کی مائیں کنیز تھیں مگر ان کے کنیز زادہ ہونے سے ان کی سماجی حیثیت پر کوئی اثر کبھی نہیں پڑا۔ مثال کے لیے میں فارسی ترجمہ تاریخ طبری (مطبوعۂ نول کشور) جلد چہارم سے چند خلفاء کے نام نقل کیے دیتا ہوں۔

(۱) مامون رشید کی ماں کنیز تھی جس کا نام "مرجانہ" تھا (صفحہ ۹۴)

(۲) معتصم باللہ کی ماں بھی وہی "مرجانہ" تھی (صفحہ ۹۴)

(۳) واثق باللہ پسر معتصم۔ کی ماں ایک رومی کنیز تھی (صفحہ ۹۴)

(۴) متوکل کی ماں بھی کنیز تھی جس کا نام "سجاج" تھا (صفحہ ۹۴)

(۵) "مستنصر باللہ" کی ماں ایک رومی کنیز تھی (صفحہ ۹۴)

(۶) "مستعین باللہ" کی ماں ایک کنیز تھی جس کا نام "ریا" تھا (صفحہ ۹۵)

(۷) معتز باللہ کی ماں بھی کنیز تھی جس کا نام "نسخہ" تھا (صفحہ ۹۵)

(۸) مہتدی باللہ کی ماں ایک رومی کنیز تھی (صفحہ ۹۵)

(۹) معتمد باللہ کی ماں ایک رومی کنیز تھی جس کا نام "قتیان" تھا (صفحہ ۹۵)

(۱۰) مکتفی باللہ کی ماں ایک کنیز تھی جس کا نام "جیجک" تھا (صفحہ ۹۶)

(۱۱) مقتدر باللہ کی ماں ایک رومی کنیز تھی (صفحہ ۹۶)

(۱۲) قاہر باللہ کی ماں ایک رومی کنیز تھی جس کا نام "فلومر" تھا (صفحہ ۹۶)

(۱۳) متقی باللہ کی ماں بھی ایک کنیز تھی (صفحہ ۹۶)

(۱۴) مطیع باللہ کی ماں کنیز تھی جس کا نام "مستعل" تھا (صفحہ ۹۷)

(۱۵) طایع باللہ کی ماں ایک کنیز تھی جس کا نام "عبیر" تھا (صفحہ ۹۷)

(۱۶) قایم باللہ کی ماں ایک ارمنی کنیز تھی جس کا نام "بدرالبحر" تھا (صفحہ ۹۷)

یہ واضح رہے کہ یہ سب خلفا تقریباً یکے بعد دیگرے گذرے ہیں۔ یعنی مامون رشید اور قایم باللہ کے درمیان صرف چار خلفا ایسے گذرے ہیں جن کا نام اس فہرست میں نہیں ہے کیونکہ ان کی ماؤں کے متعلق تاریخ مذکورمیں کوئی تفصیل نہیں ہے۔

بہر حال اس فہرست سے اندازہ ہو جائے گا کہ اہل اسلام کی معاشرت اور ان کے تمدن میں کنیزوں کا وقار آزاد عورتوں سے کچھ کم نہ تھا۔ میں نے عمداً یہاں صرف بادشاہوں کی فہرست پیش کی ہے کیونکہ دنیاوی جاہ وحشمت اور اقتدار سلطنت پر مرمٹنے والے لوگ بادشاہوں کی ہی مثال کو کچھ اہمیت دے سکتے ہیں۔ ورنہ یہاں حضرت ہاجرہ مادر حضرت اسمٰعیل اور حضرت ماریہ قبطیہ

مادر حضرت ابراہیم (فرزند جناب رسالت مآبؐ) کی مثال بھی پیش کی جا سکتی تھی جن کی کنیزی ان کے مرتبہ کی بلندی اور اوج شرف پر مطلقاً اثر انداز نہ ہو سکی اسی طرح حضرت نرجس کے عز و وقار پر اور اوج منزلت پر انکے بالفرض کنیز ہونے سے کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ بلکہ واقعات کے تطابق کو دیکھتے ہوئے تو یہ کہنا پڑتا ہے کہ آپکا مرتبہ پیش خدا حضرت موسیٰ کی مادر گرامی سے کچھ کم نہ تھا۔

امام حسن عسکریؑ کا دور

اور

خطرات کا ہجوم

اب قبل اس کے کہ ہم حضرت صاحب العصر علیہ السلام کی ولادت باسعادت کا ذکر کریں اس امر کی طرف اشارہ کر دینا ضروری ہے کہ جناب نرجس جس نور الہٰی کی امانت دار بن رہی تھیں اس کو بچانے کی کتنی تدبیریں اہل دنیا کر رہے تھے۔ اور اس سے آپ اس فریضہ کے خطرات کا اندازہ کر سکیں گے۔ جو جناب نرجسؑ انجام دینے والی تھیں۔

یہ حقیقت اپنی جگہ پر تسلیم شدہ ہے کہ سلاطین جور یہ خوب سمجھتے تھے کہ اصل مستحق خلافت اہل بیت طاہرین علیہم السلام ہی ہیں اور اسی وجہ سے ان آل محمدؐ کو ہمیشہ ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ عوام الناس ان کی طرف راغب ہو جائیں اور سلطنت ہم سے چھن جائے۔

وہ لوگ رسالت مآب صلعم کی ان مشہور اور متواتر حدیثوں سے جو بنی امیہ کے آخری اور بنی عباس کے ابتدائی دور میں صحاح ستہ تک میں مندرج اور مدوّن ہو چکی تھیں اور خواص وعوام کی زبان پر تھیں، یقیناً باخبر تھے کہ رسولؐ کے خلفاء برحق بارہ ۱۲ ہوں گے اور وہ حسینؑ کی اولاد سے ہوں گے اور یہ کہ ان میں کا بارہواں مہدیؑ موعود ہوگا، جو ظلم وجور کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکے گا اور عدل و انصاف کے ساتھ ساری دنیا پر حکمرانی کرے گا۔ صرف اتنا ہی نہیں رسالت مآب نے تو بہت سی حدیثوں میں ان بارہ ۱۲ خلفاء کے اسمائے گرامی بھی بتا دیئے تھے اور جابر بن عبداللہ انصاری کی یہ حدیث فضاؤں میں گونج رہی تھی کہ جب آیت

”یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم“

نازل ہوئی تو انھوں نے رسالت مآب صلعم سے ان اولوالامر کی تشریح پوچھی جن کی اطاعت کو رسالت مآب کی اطاعت کا ہم پلّہ قرار دیا گیا ہے تو رسالت مآب صلعم نے ارشاد فرمایا کہ

ھم خلفائی من بعدی اولھم علی بن ابی طالب ثم الحسن ثم الحسین ثم علی بن الحسین ثم محمد بن علی المعروف فی التوراۃ بالباقر وستدرکہ یا جابر فاذا لقیتہ فاقراہ منی السلام ثم الصادق جعفر بن محمد ثم موسی بن جعفر ثم علی بن موسیٰ ثم محمد بن علی ثم علی بن محمد

وہ میرے بعد کے خلفاء ہیں جن میں پہلے علی بن ابی طالب ہیں پھر حسنؑ پھر حسینؑ پھر علی بن الحسین پھر محمدؑ بن علی، جو توریت میں باقر کے لقب سے مشہور رہیں۔ اور اے جابر! تم عنقریب ان کا زمانہ پاؤ گے پس جب اُن سے ملنا تو میرا سلام کہدینا۔ پھر اُن کے بعد جعفر صادق بن محمد پھر موسیٰ بن جعفر پھر علی بن موسیٰ، پھر محمد بن علی، پھر علی بن محمد

ثم الحسن بن علی ثم حجة اللہ فی ارضہ و بقیتہ فی عبادہ محمد بن الحسن بن علی ذلک الذی یفتح اللہ عزوجل علی یدیہ مشارق الارض ومغاربہا وذلک الذی یغیب عن شیعتہ واولیائہ غیبۃ لایثبت فیہا علی القول بامامتہ الامن امتحن اللہ قلبہ للایمان۔

پھر حسن بن علی، پھر محمد بن حسن بن علی ہیں جو زمین میں خدا کی حجت اور بندگان خدا میں بقیۃ اللہ ہوں گے۔ وہی ہیں جن کے ہاتھوں پر خدا زمین کے مشرق و مغرب کو فتح کرا دے گا اور وہی ہیں جو اپنے شیعوں اور دوستوں سے اس طرح پوشیدہ ہو جائینگے کہ ان کی امامت کے اعتقاد پر کوئی باقی نہیں رہ جائے گا سوائے ان لوگوں کے جن کے دل کا خدا نے ایمان کے لیئے امتحان لے لیا ہو۔

اس وقت جابرؓ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! کیا زمانہ غیبت میں شیعوں کو ان سے فایدہ پہونچے گا؟

فقال ای والله والذی بعثنی بالنبوۃ انہم یستضیئون بنورہ وینتفعون بولایتہ فی غیبتہ کانتفاع الناس بالشمس وان علاہا سحاب۔

(روضۃ الاحباب۔ مصنفہ علامہ اہلسنت علامہ جمال الدین محدث)

رسول اللہ نے فرمایا کہ۔ ہاں! خدا کی قسم جس نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے کہ ان کے شیعہ ان کے نور سے اسی طرح روشنی حاصل کرینگے اور ان کی ولایت سے اسی طرح فایدہ اٹھائیں گے جس طرح آفتاب سے فایدہ اٹھاتے ہیں اگرچہ وہ بادل میں چھپا ہوا ہو۔

تھی اور اسی طرح کی روایتوں نے یہ بخوبی ظاہر کر دیا تھا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند ہی مہدی موعود ہوں گے جو تمام عالم پر حکمرانی کریں گے اور مشرق و مغرب کے مالک ہو جائیں گے۔

ان چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے سلاطین جور کا یہ خوف بے بنیاد نہ تھا کہ اب ہماری سلطنت کے مٹنے کے دن قریب آتے جا رہے ہیں۔ اور اسی بنا پر خلفائے بنی عباس نے پے در پے امام علی نقی علیہ السلام اور امام حسن عسکری علیہ السلام پر ایسی سختیاں شروع کیں کہ یا تو یہ نور ظاہر نہ ہو سکے یا ظاہر ہو تو فوراً بجھا دیا جائے۔ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

اس اجمال کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ ماہ جمادی الثانیہ ۲۴۳ھ میں متوکل نے امام علی نقی علیہ السلام کو بحیلہ و فریب مدینہ منورہ سے سامرہ بلوایا اور جب آپ وہاں پہونچے تو اعزاز و اکرام کے بجائے ایک نہایت گندے اور ذلیل مقام خان الصعالیک (فقیروں کی سرائے) میں مقید کر دیا۔ کوئی شخص خلیفہ کے مقرر کردہ نگہبانوں کی اجازت کے بغیر آپ سے مل نہیں سکتا تھا۔ اس وقت امام حسن عسکری علیہ السلام کا سن گیارہ بارہ برس کا تھا اور اسی کمسنی میں آپ بھی اس قید میں باپ کے ساتھ شریک رہے۔ ایک عرصہ دراز تک قید کی سختیوں کو برداشت کرنے کے بعد فتح بن خاقان وزیر کی جد و جہد سے امام علی نقی علیہ السلام کو ذاتی مکان تعمیر کرانے کی اجازت تو ملی اور مکان بن بھی گیا مگر یہ پابندی قائم رہی کہ جتنے ملازمین یا خدام ہوں گے وہ سب کے سب متوکل کے مقرر کردہ ہونگے۔

اس پابندی سے مدعا یہ تھا کہ ہر ہر بات کی خبر متوکل کو ملتی رہے۔ بہرحال متوکل کو اس کے بیٹے مستنصر نے مار ڈالا۔ مستنصر کے عہد میں آرام رہا مگر یہ دور بہت جلد

ختم ہو گیا یعنی چھ مہینہ بعد مستنصر بھی ہلاک ہوا۔ اور مستعین تخت نشین ہوا اور پہلی صورتیں پھر پیدا ہو گئیں۔ مستعین کے بعد معتز باللہ تخت پر بیٹھا اور یہ امام علی نقی علیہ السلام کے وجود کو بھی برداشت نہ کر سکا اور اس نے اسی عالم نظر بندی میں بتاریخ ۲۵ر جمادی الثانیہ ۲۵۴ھ (۲۲ر جون ۸۶۸ء) امام علی نقی علیہ السلام کو زہر سے شہید کر دیا۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

اب امام حسن عسکری علیہ السلام منصب امامت پر فایز ہوئے۔ اور سلاطین وقت کی سختیاں بڑھتی گئیں۔ اور ان کے اضطراب اور اختلاج میں ایسی شدت ہوتی گئی کہ چھ ہی برس کے بعد ۸ر ربیع الاول ۲۶۰ھ کو معتمد نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو بھی زہر دغا سے شہید کرا دیا۔ واللہ خبیر بما تعملون

چونکہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے صاحب العصر علیہ السلام کی ولادت باسعادت کو ہر ممکن صورت سے پوشیدہ رکھا تھا اور مصلحت الٰہی اسی کی مقتضی تھی کہ یہ آخری حجت خداوندی اس دنیا میں باقی رہے اس لیئے "معتمد" یا اس کے معتمدین کو آپ کی ولادت کی مطلقاً کوئی خبر نہ مل سکی اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی زندگی تک دشمن اسی خوش خیالی میں مبتلا رہے کہ امام حسن عسکری کے کوئی فرزند نہیں ہے۔ ورنہ اگر اس کی ذرا بھی خبر مل جاتی تو جو حوادث امام حسن عسکری کے بعد آپ کے گھر والوں کو پیش آئے وہ آپ کی زندگی ہی میں رونما ہو جاتے۔

ان بادشاہوں کو صاحب العصر علیہ السلام کے تصور سے کتنا خوف اور خطرہ تھا وہ اس سے ظاہر ہو جائے گا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعد آپ کی

تمام کنیزوں کو قید کر لیا گیا اور ان پر دائیاں مقرر کر دی گئیں کہ اگر کسی کو حمل ہو تو فوراً خبر کی جائے تاکہ فرعون اور نمرود کی سنّت پر عمل کرتے ہوئے اس کو ضائع کر دیا جائے فرق صرف اتنا تھا کہ نمرود یا فرعون کو یہ نہیں معلوم تھا کہ ابراہیم یا موسیٰ کس گھر میں پیدا ہوں گے اس لئے وہ دونوں ہر حاملہ عورت کے شکم کو چاک کرا دیتے تھے اور معتمد وغیرہ کو یہ معلوم تھا کہ مہدی موعود امام حسن عسکری علیہ السلام ہی کے فرزند ہوں گے اس لیئے تمام سادات پر یہ مصیبت نہیں آئی صرف امام ہی کی کنیزیں ان توہین آمیز مصائب میں مبتلا کی گئیں۔

پھر معتمد اسی پر مطمئن نہیں ہوا بلکہ اس نے ایک شب کچھ سپاہیوں کو بھیجا کہ امام حسن عسکری کے گھر جاؤ اور جو شخص وہاں ملے اسے گرفتار کر کے لاؤ، وہ سمجھتا تھا کہ امام حسن عسکری کی وفات کے بعد ان کا فرزند، اگر کوئی ہو گا، تو انکے گھر ہی میں ہو گا وہ سپاہی گئے اور دیکھا کہ ایک نورانی صورت کے بزرگ بوریے پر نماز میں مشغول ہیں۔ چاہا کہ گرفتار کر لیں مگر وہ سارا حجرہ ایک دریائے بے کراں بن گیا اور وہ سب غرق ہونے لگے۔ اب ان لوگوں کو معاملہ کی اہمیت کا احساس ہوا اور توبہ کرنے لگے۔ آخر نجات ملی اور سب کے سب واپس آئے اور معتمد سے سارا حال بیان کیا۔ معتمد نے کہا کہ اگر تم نے کسی سے یہ واقعہ بیان کیا تو میں تم لوگوں کو قتل کرا دوں گا۔ چنانچہ اس کی زندگی میں یہ لوگ بالکل خاموش رہے۔

ان واقعات اور حوادث سے اس فاسد نیت کا اندازہ ہوتا ہے جو ان بادشاہوں کے دل میں تھی کہ مہدی موعود کو کسی نہ کسی طرح ہلاک کر دیں۔ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے یہ ایک مشہور مقولہ ہے اور رسالت مآب صلعم نے

بھی ارشاد فرمایا تھا کہ "تم لوگ اگلی امتوں کے قدم بہ قدم چلوگے یہاں تک کہ اگر وہ کسی جانور کے سوراخ میں گھُسے ہونگے تو تم بھی جا گھسوگے" اس لیئے نمرود اور فرعون کے نقش قدم پر چلنے والوں نے اپنی دنیا کے تحفظ کیلیئے وارثان ابراہیم و موسیٰ کے ساتھ وہی کیا جو ان بادشاہوں نے اپنی سلطنت کے تحفظ کے خیال سے ابراہیم و موسیٰ کے ساتھ کیا تھا۔ اور خدا نے بھی وہ تمام انتظامات یہاں بھی فرمائے جو حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ کی ولادت کے وقت ہو چکے تھے یعنی جب تک صاحب العصرؑ بطن مادر میں رہے کوئی حضرت نرجسؑ کو دیکھکر یہ نہیں سمجھ سکتا تھا کہ آپ حاملہ ہیں۔ حمل کے اخفا کے بعد یہ انتظام فرمایا کہ حضرت صاحب العصرؑ کی ولادت کی خبر بجز معتمد ترین افراد کے اور کسی کو نہ ہو۔ جیسا کہ مبسوط کتابوں میں مرقوم ہے۔ اور یہ قول الٰہی پورا ہو کر رہا کہ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون) یہ لوگ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں اور خدا تو اپنے نور کو پورا کرکے رہے گا چاہے کافروں کو ناگوار ہی کیوں نہ گذرے۔

(۶) ولادت باسعادت

حضرت صاحب العصرؑ عجل اللہ فرجہ

اب میں یہاں فرزند نرجسؑ کی ولادت کا حال شیعوں کی کسی کتاب سے نقل کرنے کے بجائے مُلّا جامی مشہور عالم اہل سنت کی کتاب شواہد النبوت سے

ترجمہ کر کے نقل کر رہا ہوں تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ شیعوں کے ساتھ ساتھ بہتیرے علمائے اہل سنت بھی اس آخری نقطۂ ہدایت پر مجتمع ہیں کہ مہدی موعود پیدا ہو کر نگاہوں سے مخفی ہیں اور یہ عقیدہ کچھ تنہا شیعوں ہی کا عقیدہ نہیں ہے۔ علامہ موصوف اس تصریح کے بعد کہ آپ ہی بارہویں امام ہیں، یوں رقم طراز ہیں۔

"امام حسن عسکریؑ کی پھوپھی جناب حکیمہ خاتونؑ کا بیان ہے کہ ایک روز میں امام حسن عسکریؑ کے پاس گئی تو آپ نے فرمایا کہ اے پھوپھی! آج ہمارے ہی گھر پر رہیے کہ خدائے تعالیٰ آج ہمیں ایک وارث عطا فرمائے گا۔ میں نے کہا کہ یہ فرزند کس کے بطن سے ہوگا کیونکہ میں نرجسؑ میں تو کچھ بھی حمل کے آثار نہیں پاتی ہوں۔ امام نے فرمایا کہ "اے پھوپھی! نرجسؑ کی مثال مادر موسیٰ کی مثال ہے کہ ان کا حمل وقت ولادت کے پہلے ظاہر نہ ہوگا۔" میں اس شب وہیں رہی۔ جب رات آدھی گذر گئی تو میں اٹھی اور نماز تہجد ادا کی۔ نرجسؑ نے بھی نماز تہجد پڑھی۔ اس کے بعد میرے دل میں یہ خیال گذرا کہ صبح قریب ہے اور ابو محمد (امام حسن عسکریؑ) نے جو کہا تھا وہ ابھی تک ظاہر نہیں ہوا۔ اس خیال کے دل میں آتے ہی امام نے اپنے حجرہ سے آواز دی کہ اے پھوپھی! جلدی نہ کیجیے۔ میں نرجسؑ کے حجرہ کی طرف پلٹی۔ نرجسؑ مجھے راستہ ہی میں ملیں اس حالت میں کہ ان کے سارے جسم میں لرزہ تھا۔ میں نے ان کو اپنے سینہ سے لپٹا لیا اور قل ھو اللہ احد اور انا انزلناہ اور آیۃ الکرسی پڑھ کر ان پر دم کیا۔ ان کے بطن سے بچے کی آواز آنے لگی کہ جو کچھ میں پڑھتی تھی وہ فرزند بھی پڑھتا تھا۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ تمام حجرہ روشن اور منور ہو گیا۔ اب جو میں

دیکھتی ہوں تو ایک مولود مسعود زمین پر سجدہ میں پڑا ہوا ہے۔ میں نے بچہ کو اٹھایا امام حسن عسکریؑ نے اپنے حجرہ سے آواز دی کہ اے پھوپھی! میرے فرزند کو میرے پاس لائیے۔ میں لے گئی تو آپ نے اپنی گود میں بٹھایا اور اپنی زبان بچے کے منھ میں دی اور کہا کہ "اے فرزند، خدا کے اذن سے کچھ بات کرو" بچے نے اس آیت کی تلاوت کی بسم اللہ الرحمن الرحیم، ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین (اور ہم چاہتے ہیں کہ احسان کریں ان لوگوں پر جو زمین میں کمزور کر دیئے گئے ہیں اور ان کو امام بنائیں اور انھیں کو وارث روئے زمین قرار دیں)

اس کے بعد میں نے دیکھا کہ کچھ سبز طایروں نے ہم کو گھیر لیا۔ امام حسن عسکریؑ نے اس میں سے ایک طایر کو بلایا اور بچے کو دیتے ہوئے کہا کہ خذہ فاحفظہ حتی یاذن اللہ فیہ۔ فان اللہ بالغ امرہ (اس کو لے جاؤ اور اس کی حفاظت کرو یہاں تک کہ خدا اس کے بارے میں اذن دے کیونکہ خدا اپنے حکم کو پورا کر کے رہے گا) میں نے امام حسن عسکریؑ سے پوچھا کہ یہ طایر کون تھا اور وہ دوسرے طایر کون تھے۔ فرمایا کہ یہ جبرئیل علیہ السلام تھے اور وہ دوسرے فرشتگان رحمت تھے۔

دوسری روایتوں میں ہے کہ جب وہ طایر بچے کو لے کر اُڑ گئے تو جناب نرجس رونے لگیں، امام نے ان کو تشفی دی اور کہا کہ "نہ گھبراؤ تمھارے سوا یہ کسی کا دودھ نہ پیئے گا"

اسکے بعد فرمایا کہ اے پھوپھی! اس فرزند کو اس کی ماں کے پاس

واپس لے جاؤ کے تقر عینہا ولا تحزن ولتعلم ان وعد اللہ حق ولکن اکثرھم لا یعلمون تاکہ اُس کی آنکھیں خنک ہوں اور محزون نہ ہو اور یہ جان لے کہ خدا کا وعدہ حق ہے۔ مگر اکثر لوگ اس کو نہیں سمجھتے)[۱]

میں نے مولود مسعود کو اس کی ماں کے پاس پہونچا دیا۔

اور آپ ناف بریدہ اور ختنہ شدہ پیدا ہوئے تھے اور داہنے بازو پر یہ آیت لکھی ہوئی تھی کہ

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

(حق آگیا اور باطل محو ہوگیا اور باطل تو تھا ہی مٹ جانیوالا)

اور ایک دوسرے راوی کا بیان ہے کہ جب آپ متولد ہوئے تو دوزانو ہو کر بیٹھے اور کلمہ کی انگلی آسمان کی طرف بلند فرمائی اتنے میں آپ کو چھینک آئی تو آپنے فرمایا کہ الحمد للہ رب العالمین۔ انتہیٰ

ملا جامی علیہ الرحمہ کی اس تحریر گرامی کے بعد مزید کچھ اور لکھنے کی ضرورت نہیں ہے جناب شیخ عبد الحق دہلوی نے بھی اپنی تصنیف "منیف" مناقب ائمۂ اطہار میں صاحب العصرؑ کی ولادت کا حال درج فرمایا ہے۔ جو مضامین ملا جامی کے الفاظ میں اوپر گزر چکے ہیں ان کو ترک کرتے ہوئے بعض بعض مقامات کا ترجمہ جستہ جستہ کئے دیتا ہوں آپ فرماتے ہیں کہ:۔

---

[۱] یہ آیت حضرت موسیٰ کے قصہ میں ہے کہ ہم نے موسیٰ کو ان کی ماں کے پاس پلٹا دیا تاکہ ان کی آنکھیں خنک ہوں الخ۔ اس اقتباس سے بھی حضرت نرجسؑ اور ماد حضرت موسیٰ کی مشابہت کامل طریقہ سے ظاہر ہو جاتی ہے۔

(آثار ولادت طاری ہونے کے بعد) حکیمہؑ جب نرجسؑ کے پاس آئیں تو دیکھا کہ ایک مولود پیدا ہوا ہے جو مختون اور مفرورغ منہ ہے یعنی اس کا ختنہ کیا ہوا ہے اور نہلانے دھلانے کے کاموں سے جو مولود کے ساتھ ہوتے ہیں بالکل مستغنی ہے۔ حکیمہ خاتونؑ بچے کو امام حسن عسکری کے پاس لائیں۔ امام نے بچے کو لیا اور اس کی پشت اقدس اور چشم مبارک پر ہاتھ پھیرا۔ اپنی زبان مطہر اس کے منہ میں ڈالی اور داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔

(کچھ دنوں بعد کا ذکر ہے کہ) حکیمہ خاتونؑ کا بیان ہے کہ ایک روز میں امام حسن عسکریؑ کے پاس گئی مولود کو نہ دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ اے میرے سردار! ہمارا وہ سیّد منتظر کیا ہوا؟ فرمایا کہ اس کو ہم نے اس ذات اقدس کے حوالے کر دیا ہے جس کے حوالے مادر موسیٰ نے موسیٰ کو کر دیا تھا۔

یہی سب مضامین عالم اہل سنت خواجہ محمد پارسا نے اپنی مشہور تصنیف فصل الخطاب میں درج کئے ہیں بحار الانوار جلد سیزدہم (باب الولادت) میں ایک روایت ہے کہ جب صاحب العصرؑ کی ولادت ہوئی تو حضرت نرجسؑ ان تمام آلودگیوں سے پاک رہیں جو عورتوں کو عارض ہو جاتی ہیں۔ اور تمام حضرات ائمہ کی ولادت باسعادت کے موقع پر ایسا ہی ہوتا تھا کیونکہ یہ حضرات معدن طہارت اور منبع پاکیزگی ہیں اور ان حضرات کو خدا نے اس طرح پاک کر دیا ہے جو پاک کرنے کا حق ہے۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔

صاحب العصر علیہ السلام کی ولادت باسعادت قول مشہور کی بنا پر ۱۵ر شعبان ۲۵۵ھ کی شب میں قریب صبح ہوئی تھی۔ حضرات علمائے اہل سنت میں بھی اکثر کا قول یہی ہے۔

---

(۷) وفات حضرت نرجس ع

اوپر یہ گذر چکا ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات حسرت آیات کے بعد آپ کی تمام کنیزیں اسیر کر لی گئی تھیں اور ان پر طرح طرح کی اذیتیں وارد کی گئیں کہ کسی طرح مہدی موعود کا حال معلوم ہو جائے۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے تذکرۃً جناب نرجس خاتون کو یہ بتا دیا تھا کہ میرے بعد میرے گھر والوں کو ایسی ذلتوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جناب نرجس خاتون نے عرض کی کہ خدا سے دعا فرمائیے مجھے آپ کے قبل ہی دنیا سے اُٹھالے یہ پورا واقعہ شیخ صدوق علیہ الرحمہ کی تصنیف اکمال الدین و اتمام النعمۃ کے حوالے سے بحار الانوار جلد سیزدہم (باب الولادۃ) میں مرقوم ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ:-

ماجیلویہ نے محمد عطار سے اور انھوں نے ابوعلی خیزران سے اور انھوں نے اپنی ایک کنیز سے جس کو انھوں نے تحفتہً امام حسن عسکری علیہ السلام کے پاس بھیجا تھا، روایت کی ہے کہ اس کنیز نے کہا " میں صاحب العصر علیہ السلام کی ولادت کے وقت موجود تھی۔ آپ کی ماں کا نام "صقیل" ہے۔ جس وقت امام حسن عسکری علیہ السلام نے ان کو ان واقعات کی خبر دی جو امام کی وفات کے بعد اُنکے عیال پر

گزرے تو مادر حضرت صاحب العصرؑ نے آنحضرت سے خواہش کی کہ خدا سے دعا کیجئے کہ میری موت آپ سے پہلے واقع ہو۔ پس آنحضرت کی دعا مستجاب اور انھوں نے آنحضرت کی زندگی ہی میں وفات پائی اور ان کی قبر پر لگائی گئی کہ "یہ مادر محمدؑ کی قبر ہے۔"

انا للہ وانا الیہ راجعون رضا بقضائہ وتسلیما لامرہ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

پبلشر:۔ مرزا احمد حسین اسسٹنٹ سکریٹری امامیہ مشن، لکھنؤ